سعید اللہ قاضی

پشتو ادب میں سیرت کے شہ پارے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار ہر زمانے میں آپ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار مختلف شکلوں میں کرتے نظر آتے ہیں۔ کسی نے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار نثر میں کیا تو کسی نے نظم میں۔ کسی نے آپ کی شان میں قصیدہ لکھا تو کسی نے نعت لکھی۔ کسی نے ٹپوں اور چار بیتوں کی شکل میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کیے تو کسی نے اپنی تالیف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ایک پہلو قلم بند کیا۔ اور کسی نے تو پوری کی پوری کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے لیے وقف کر دی اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکا تو اتنا تو ضرور کیا کہ اپنی کتاب میں حمد کے بعد نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور دی۔

پشتو ادیب بھی اس سلسلے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے اور خدا کا فضل ہے کہ پشتو ادب میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو۔ بلکہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

صوبہ سرحد کے غیور پشتون دین اسلام پر اپنے سر قربان کرنے اور اس کے مخالفین کے خلاف جہاد کرنے کے لیے مشہور ہیں۔ بادشاہوں سے لے کر بوریہ نشین فقیروں تک اسلام کی خدمت میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا بےجا نہ ہو گا کہ پشتون اور مسلمان دو مترادف لفظ بن گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پشتو ادب میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہر ایک کتاب میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ نہ کچھ مواد ضرور موجود ہے۔ اس مقالے میں ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں اور نہ ہی ہمارے بس کی بات ہے کہ پشتو ادب کو چھان پھٹک کر سیرت کا سارا مواد ناظرین کے سامنے پیش کریں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ چند مشہور کتابوں کو سامنے رکھ کر ان سے سیرت پاک کے چند اقتباسات قارئین کے سامنے پیش کریں تا کہ پشتونوں کی محبت کے اظہار کی ایک جھلک قارئین کرام پر واضح ہو جائے۔

(۱) دیوان حافظ الپوریؒ

دیوان حافظ میں سیرت پاک کے بعض پہلو بڑے دل کش انداز میں پیش کئے گئے ہیں مثلاً:

جب جنگ بدر وقوع پذیر ہوئی اور غازیوں کے لیے جہاد سخت ہوگیا تو خدا کی مدد آسمان سے فرشتوں کی شکل میں نازل ہو گئی۔ یہ عبارت پشتو میں سے کچھ اس طرح ہے:

چہ د بدر جنگ عیان شو　　پہ غازیانو سخت جہاد شو
جند نازل شو له اسمانه　　پہ دیدارم مشرف کړه

اس طرح جنگ حنین میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور انہوں نے خدا کی مدد پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنی کثرت تعداد پر بھروسہ کیا نتیجتاً دشمنوں نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور وہ ہیبت زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔ دیوان حافظ میں یہ عبارت پشتو میں کچھ اس طرح ہے:

په حنین چہ غازیان ھیر وو　　دوئ په خپل کثرت دلیر وو
پہ ہیبت شو ناڅهانه　　پہ دیدارم مشرف کړه

اسیروں، فقیروں اور یتیموں کے بارے میں حافظ الیوریؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق سلوک کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

شفقت دے پہ فقیر وو　　ترحم دے په اسیر وو
د رحمت شفقت کانه　　پہ دیدارم مشرف کړه

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں پر شفقت فرمایا کرتے تھے اور اسیروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت و شفقت کی کان ہیں۔ اے سرور کائنات! مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔

(۲) مقدمہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (پشتو ترجمہ)

یہ مقدمہ رسول رسا صاحب نے لکھا ہے۔ جو ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ رسا صاحب رقمطراز ہیں۔ پشتون محب دین اور پکے مسلمان ہیں اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ پشتو ادب کا اکثر حصہ مذھبی کتابوں پر مشتمل ہے۔ مسلمانوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ ہر زمانہ اور ہر دور میں لازمی رہا ہے اور آج بھی اگر مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بغور مطالعہ کریں اور ان کے

قول و فعل میں جو تضاد ہے ۔ وہ دور ہو جائے تو یہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں ۔

قرآن پاک توحید کے پیغام سے بھرا پڑا ہے اور توحید کی عملی شکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خدا تھے ۔ بشری تقاضوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات خدائے واحد کے اسمائے حسنیٰ کی جلالی و جمالی شان کا مظہر تھی ۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ من رأنی فقد رأی الحق ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا حقیقت میں مجھے دیکھا ۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی اخلاق کا ایک عملی نمونہ بنائے مثلاً ذکر ، فکر ، توکل ، صبر ، تحمل ، قناعت ، حیا ، علم ، محنت ، کسب حلال ، سخاوت ، عفو ، عزت نفس ، خدمت خلق ، شجاعت ، انصاف ، ہمسایوں اور خویش و اقارب کے حقوق کی ادائیگی الغرض نیک کردار ، نیک گفتار اور نیک پندار جیسے اعلیٰ اور ارفع اخلاق اپنائے ۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل کے مسلمان کی عبادت صرف رسمی ہے ۔ وہ مذہب کو مانتا ہے لیکن دین کو نہیں مانتا ۔

آج کل دنیا بالعموم اور عالم اسلام بالخصوص روحانی بحران کا شکار ہے ۔ سارا جہان مادیت کے طوفان کی لپیٹ میں ہے اور مجموعی طور پر لوگوں کے تحت الشعور میں زبردست اضطراب اور پریشانی ہے ۔ بنی نوع انسان صحیح راستہ کھو چکا ہے اور اپنے کو تاریکی میں محسوس کر رہا ہے ۔ مشرق و مغرب آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ نظام نظام سے لڑ رہا ہے ۔ عقیدہ عقیدے سے ، قوم قوم سے ، اور فرد فرد سے ۔ الغرض دنیا میں امن و خوشحالی اور روحانی تسکین مفقود ہے ۔ ان پریشان کن حالات میں مسلمانوں کے سامنے صرف اور صرف ایک راستہ ہے اور وہ راستہ ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنانانے کا ۔

(۳) آخری پیغمبرؐ ۔ مقدمہ

یہ مقدمہ مولانا عبدالقادر مرحوم نے لکھا ہے ۔ مولانا مرحوم پہلے اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور یونیورسٹی کے پرنسپل تھے ۔ بعد میں پشتو اکیڈمی ، پشاور یونیورسٹی کے ڈائرکٹر بنے ۔ مولانا اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں ۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کے لانے والے خدا کے

ایک برگزیدہ اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ آپ کے نقش قدم پر چلنا ہر مسلمان پر فرض ہے ۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے پشتون بھائی آپ کی سیرت کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پشتو میں سیرت کی کتابیں کما حقہ نہیں لکھی گئیں ۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں فرماتے ہیں : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (تمہارے لیے آپؐ کی زندگی میں ایک مکمل نمونۂ حیات موجود ہے) اور دوسری طرف آپؐ خود فرماتے ہیں : بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مجھے اللہ تعالیٰ نے اخلاق کا ایک مکمل نمونہ قائم کرنے کے لیے بھیجا ہے) ۔ تو کیا یہ ہماری بد قسمتی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں ہمارے بھائیوں کے پاس کوئی جامع کتاب موجود نہیں ہے اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ناواقف ہیں ۔ تو کیا آخرت میں ہماری نجات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کے سوا ممکن ہے ؟

مولانا صاحب مزید لکھتے ہیں : عقائد و عبادات کے بعد اسلامی تعلیم کا ایک ضروری جزو اخلاق ہے ۔ ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق ہے اور اس کا ادا کرنا ہر انسان کا فرض ہے ۔ والدین ، اہل و عیال ، خویش و اقارب ، دوست و احباب کیا ، گاؤں ، ملک و قوم اور تمام انسانیت کے حقوق کی ادائیگی فرض منصبی میں شامل ہے ۔ انسان تو کیا بلکہ حیوانات کا بھی ہم پر حق ہے ۔

دنیا میں خوشحالی اور امن و امان اچھے تعلقات سے حاصل ہو سکتے ہیں ۔ ان اچھے اخلاق کی کمی کی وجہ سے مختلف حکومتیں قوانین وضع کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور اگر سارے لوگ اپنے اخلاقی فرائض خود بخود پورا کریں تو دنیاوی قوانین بنانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی ۔

مولانا مرحوم مزید فرماتے ہیں : اخلاقیات کی اہمیت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تمام عبادات کو اخلاق سیکھنے کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے ۔ مثلاً نماز ، بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے ۔ روزہ پرہیز گاری ، ذمہ داری اور خود اعتمادی کا احساس پیدا کرتا ہے ۔ زکوٰۃ انسانی ہمدردی اور حج اخلاقی اصلاح و ترقی کے لیے مؤثر ذرائع ٹھہرائے گئے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ اخلاق حسنہ ایمان اور مومن کی علامت ہیں ۔

۴- بنگلے رسول :

کتاب کے مصنف حاجی محمد خان میر ہلالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں - پہلا دور ولادت مبارکہ سے چالیس سال تک ؛ دوسرا دور آغاز نبوت سے ۵۳ سال یعنی ھجرت مدینہ تک ؛ تیسرا دور ھجرت سے وفات تک ؛ اور چوتھا دور وفات سے ابدلآباد تک -

مصنف اس طرز پر ایک عام پاکستانی کی زندگی کو بھی چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں - فرماتے ہیں : کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہم چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں ، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت — پاکستان کے مسلمانوں — کی زندگی کے بھی چار ادوار ہیں -

پہلا دور پیدائش سے لے کر مدرسہ تک - دوسرا دور مدرسہ سے فارغ ہو کر میدان عمل میں قدم رکھنے تک - تیسرا دور عملی زندگی میں اپنے عمل صالح سے مملکت خدا داد پاکستان کی خدمت اور اس کے ساتھ غیر مشروط وفاداری ؛ اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی پیروی ؛ پاکستان کے تمام صوبوں اور قبیلوں میں بھائی چارہ پیدا کرنا ؛ حکومت کی ملازمت میں دیانت و امانت کا خیال رکھنا ؛ اخلاقی قدریں اپنانے کے لیے زنا ، چوری ، ڈاکہ زنی ، شراب نوشی ، خیانت ، رشوت اور قتل سے اپنے آپ کو بچانا ؛ اسلام اور پاکستان کے مفاد کو اپنے دوسرے ہر مفاد پر ترجیح دینا ؛ قیامت کو یاد رکھنا ؛ اللہ تعالیٰ سے ہر حالت میں ڈرنا ؛ ظلم اور وطن سے غداری سے اپنے آپ کو بچانا - چوتھا دور - اگر پاکستانی مسلمانوں میں یہ بلند اخلاق پیدا ہو جائیں تو پھر قیامت تک ان کا پرچم دنیا میں نمایاں نظر آئے گا -

اس کے علاوہ حاجی ہلالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب «امین» کے بارے میں رقمطراز ہیں - امانت و دیانت ایمان کی جڑ ہے - بے دین اور بد دیانت ، بے ایمان ہوتا ہے - دیانت پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے اور دیانت ہی میں دین دنیا کی کامیابی ہے - دیانت و صداقت انسانیت کے جوہر ہیں اور جب انسان میں یہ نہ ہوں تو پھر وہ درندہ بن جاتا ہے -

مسلمانوں پر اہل مکہ کے مصائب و آلام کی دلخراش داستان بیان کرتے ہوئے مصنف اپنے ہم وطنوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں :

پیارے بھائیو! اسلام کے ان سرفروشوں کے حالات پڑھ کر ان پر غور کیجیے کہ انہوں نے اسلام کے لیے کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں۔ اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے رشتہ دار و احباب۔ یہ سب کچھ انہوں نے اسلام کے لیے قربان کر دیا۔ انہی قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور مخالف قوتوں کو پامال کیا۔

پیارے بھائیو! ان جان نثاروں میں یہ خاصیت تھی کہ ان کے قول و فعل میں تضاد نہ تھا۔ آپ کا قول و فعل بھی ایک ہونا چاہیے۔ رشوت، حرام خوری، چغلی، جھوٹی شہادت، ان تمام بد اخلاقیوں سے اپنے آپ کو بچائیے۔ والدین کی عزت، حقدار کو اس کا حق دینا، یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، وعدہ پورا کرنا، ناپ تول میں کمی نہ کرنا وغیرہ۔ یہ تمام صفات ایک خود دار قوم کے افراد میں پائی جاتی ہیں۔ اسلام کے عالمگیر اصولوں کو اپنی عملی زندگی میں جگہ دیجیے۔ اس طرح غیر مسلم آپ کو دیکھ کر مسلمان بن جائیں گے۔

بدر کے قیدیوں میں بعض لکھے پڑھے آدمی تھے۔ ان کا تاوان جنگ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ صحابہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں گے۔ اس سلسلے میں حاجی ہلالی اپنے پشتون بھائیوں سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں:

پیارے بھائیو! پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے پڑھنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ بھی شوق سے پڑھیے اور لکھیے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش ہو جائیں گے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے قیدیوں کے ساتھ کس قدر مہربانی کا سلوک کیا۔ آپ بھی عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنائیے اور ضعیفوں، یتیموں اور بیواؤں پر ظلم و زیادتی نہ کیجیے۔

جنگ احد میں صحابہ کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے حاجی ہلالی لکھتے ہیں: کتنی اچھی ہے وہ موت جو اسلام، قوم اور وطن کی راہ میں آ جائے۔ ایسی موت کو شہادت کہتے ہیں اور قیامت کے دن شہید کی نجات میں شک کرنے والا ایمان سے محروم ہے۔

جو آدمی غلامی کی موت مرے، اس کا نام ہمیشہ کے لیے مٹ جاتا ہے لیکن جو آدمی اسلام کی راہ میں جان دیدے تو وہ ابدالآباد تک زندہ رہتا ہے۔ جنگ احد میں صحابیات کی بہادری اور خدمات کا ذکر

کرتے ہوئے حاجی ھلالی لکھتے ہیں: بہادر خواتین ہمیشہ بہادری کا کام کرتی ہیں اور اس کو وہ اپنی عزت سمجھتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذھب، قوم اور ملک کو در پیش خطرہ کے وقت اگر عورتیں اپنی خدمات پیش نہ کریں تو شکست ہونے کی صورت میں دشمن کے ہاتھوں ان کی عزت نہ بچ سکے گی۔ اس لیے دین و ملک کو در پیش خطرہ کے وقت غیرت مند عورتیں اپنے نوجوانوں کو میدان جنگ کی طرف دھکیلتی ہیں اور خود بھی خدمات پیش کرتی ہیں۔

جنگ احد سے نتائج اخذ کرتے ہوئے حاجی ھلالی لکھتے ہیں: پشتون نوجوانوں کو جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک نوجوانوں کے حالات کے بارے میں بار بار پڑھنا چاہیے اور یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اپنے قائد کی نافرمانی سے فتح شکست میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

۵- مولود خیر البشر

کتاب پر کچھ لکھنے سے پہلے اس کا پس منظر سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ ماہ ربیع الاول میں پشتون عام طور پر مسجدوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ولادت منانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ دور دور سے علماء اور نعت خوانوں کو بلایا جاتا ہے جو بارگاہ نبوی میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور یہ طریقہ آج تک جاری و ساری ہے۔ حاجی ہلالی نے اس موضوع پر مختلف کتابوں سے مواد جمع کر کے اسے نظم و نثر دونوں میں پیش کیا ہے۔ البتہ پشتونوں میں جشن میلاد منانے کا جو طریقہ جاری ہے، حاجی ہلالی اس پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں پشتون اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی بجائے صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں اور ان کا یہ طرز عمل نفاق پر مبنی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عزیزان ملت! ربیع الاول کا مہنیہ آپ کے لیے خوشی کا پیغام لایا ہے۔ اس لیے کہ اس مبارک مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت میں کسی کو شک نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا اظہار آپ کی طرف سے اس مبارک مہینے میں مختلف تقریبات منعقد کرنے سے ہوتا ہے۔ جس پر آپ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ مسجدوں کو پھولوں سے سجاتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں۔

لیکن آپ نے اس پر بھی کبھی غور کیا ہے کہ اس مہینے میں ہم خوشی کی جو محفلیں منعقد کرتے ہیں اور جو چراغاں کا انتظام کرتے ہیں،

اس کے بارے میں ہمارے قول و فعل میں کسی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے ۔ کیا اس خوشی میں ہمارا غم تو مضمر نہیں ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنی عملی زندگی میں انقلاب برپا نہیں کیا ۔ اس لیے کہ اس خوشی سے حقیقت میں ہمارے دلوں کے وہ زخم تازہ ہونے چاہییں کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے ۔

ہم نے اپنے قول و فعل کے تضاد سے خیر البشر کو ناراض کیا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ ہم سے روٹھ گئے ہیں ۔ ہم نے شریعت محمدی پر رسم و رواج کو ترجیح دی ہے ۔ جوا کھیلنا ، چوری کرنا ، اور برسر راہ مسافروں کو لوٹنا ہماری زندگی کا شعار بن گیا ہے ۔ واعظ لوگ منبر پر چڑھ کر دنیا کو مردار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خود سیم و زر کے جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں سادات نے اپنے آباؤ اجداد کے طور طریقوں کو چھوڑ دیا ہے اور خیرات و صدقات کی خاطر ہر وقت سفر کرتے نظر آتے ہیں ۔ قرآن پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور اکثر عام پشتون رسم و رواج کو دین پر ترجیح دیتے ہیں ۔

اے پشتونو! آپ اپنی مسجدوں کو پھولوں سے مزین کرتے ہیں لیکن آپ نے اپنے دلوں کی ویران دنیا کی طرف بھی کبھی توجہ دی ہے ۔ کاش آپ کی میلاد کی محفلوں میں روشنی کی جگہ تاریکی ہوتی ۔ آپ مجلس مولود میں ساری رات جاگنے کی بجائے سو گئے ہوتے ۔ آپ کبھی جشن مولود نہ مناتے ۔ لیکن آپ کی روحیں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد ہوتیں اور آپ کی زبانوں کی بجائے آپ کے اعمال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ترانے سننے میں آتے ۔ لیکن صد افسوس ہے اس قوم پر جو دن رات غلامی کی چکی میں پسی جا رہی ہو لیکن وہ نہ اس سے اور نہ اپنے شاندار ماضی سے درس عبرت حاصل کرتی ہے ۔ افسوس اس قوم پر جو ظاہری زیب و زینت پر اپنا سارا وقت اور پیسہ خرچ کرتی ہے ۔

برادران ملت! کیا ہمارے معاشرے میں واقعی اس قسم کی تبدیلی آ گئی ہے ؟ ہر گز نہیں ۔ ہماری حالت آج بھی وہی ہے جو بعثت سے پہلے زمانۂ جاہلیت والوں کی تھی ۔ چاہیے تھا کہ جشن ولادت پر خوشی منانے کی بجائے ہماری آنکھیں ہماری حالت زار پر خون کے آنسو بہاتیں ۔

اے مسلمانو! بتاؤ آپ کی جرأت کہاں گئی ۔ آپ تو میدان کارزار کے

سپاہی تھے - آپ کی شجاعت کہاں گئی - صبح کے وقت ساری دنیا جاگ کر ذکر خدا میں مصروف ہو جاتی ہے - اور آپ غفلت کی نیند سو رہے ہوتے ہیں - آپ کو کیا ہوا ؟ آپ کی رگوں میں یہ سست خون کیوں آ گیا ؟ آپ تو حیدر کرار اور عمر بن الخطاب کے بیٹے ہیں - آپ کی طاقت کہاں گئی - خالد بن ولید کی اولاد ہوتے ہوئے آپ نے ان کو بدنام کر دیا - بتاؤ آپ سے ابوبکر الصدیق کی صداقت کہاں گئی - ساری دنیا آپ پر ہنستی ہے اور کہتی ہے مسلمان برخود غلط ہے -

ربیع الاول کے مہینے میں آپ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں - لیکن کیا اس کی ایک جھلک آپ کے اعمال میں دکھائی دیتی ہے ؟ ہرگز نہیں - اس لیے زبانی جمع خرچ کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دل میں جگہ دیجیے اور اپنی زندگی میں اس کا عملی مظاہرہ کیجیے - آزادیٔ وطن کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کیجیے - اس میں اتحاد و اتفاق سے کام کیجیے - فسق و فساد کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکیے اور ان کی جگہ اصلاح اور عمل صالح کو فروغ دیجیے - نسلی تعصب اور علاقائیت کو اپنے دلوں سے نکال دیجیے اور اسلامی اخوت و مساوات کو عام کیجیے - تب کہیں آپ محفل مولود خیر البشر پر خوشیاں منانے میں حق بجانب ہوں گے -

۶- انوار مدینہ

کتاب کے مصنف حاجی صاحب محمد امین ترنگزیؒ ہیں - کتاب ۱۳۵۱ھ میں لاہور سے شائع ہوئی ہے -

اس کتاب میں حاجی صاحب عام طور پر پشتونوں کو ننگ و غیرت کے بارے میں تلقین کرتے ہوئے نظر آتے ہیں - فرماتے ہیں :

ننگ اور غیرت دونوں اہم صفتیں ہیں - لیکن ان کی حقیقت کیا ہے ؟ تو پیارے بھائیو سنو! ننگ اور غیرت صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کو کہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ شریعت ہے - آزادی بے غیرتی سے حاصل نہیں ہو سکتی - اپنے آپ میں غیرت پیدا کرو - اپنا ظاہر و باطن دونوں شریعت محمدیہ کے مطابق بنالو - غیر قوموں کی اندھی تقلید چھوڑ دو - ظاہر کی بناؤ سنگار سے احتراز کرو اور ایک خالص مسلمان جیسی عادات و اطوار اپنے

میں پیدا کرو ۔ تب آزادی آپ کا حق ہے ۔ کوئی بھی آپ کو غلام نہیں بنا سکتا (یہ کتاب آزادی سے پہلی لکھی گئی ہے) ۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

اگر آپ کو غلامی کا طوق اپنے گلے میں برا نظر آ رہا ہے ، تو اپنے گلے میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہار ڈال کر اس پر فخر کرنا سیکھنا ہے ۔ اگر آپ آزادی کے تخت پر بیٹھ کر دوسری قوموں کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانا ہے ۔ حقیقت میں شریعت اور سیاست دو الگ چیزیں نہیں ہیں ۔ آپ کو شریعت کے لباس میں سیاست کرنا پڑے گی ۔ اس باغیچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق حسنہ سے آباد فرمایا تھا ۔ پھر آپ کیوں اخلاق حسنہ کی مخالفت پر کمر بستہ نظر آتے ہیں ۔

پیارے بھائیو! جو لوگ قانون حق کی تابعداری کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے کافی ہے : ومن یتو کل علی اللہ فھوحسبہ

پیارے دوستو! ان بزرگوں کی تاریخ کو ذرا دیکھو ، جنھوں نے دن رات ایک کر کے دنیا کو کفر و ضلالت اور جہالت سے پاک کرکے اس میں صداقت ، دیانت اور توحید ربانی کے دیئے روشن کر دیے ۔

پیارے دوستو! اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دو اور اس کے قانون پر چلنا سیکھو ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو : و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کا مصداق بن جاؤ گے ۔

۷۔ تحفہ" الحبیبیہ"

یہ کتاب بھی حاجی محمد امین کی تصنیف ہے ۔ اس میں آیت : ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی ـــ الخ کی تشریح و تفسیر ہے ۔

اس سلسلے میں انہوں نے مختلف علماء کے اقوال نقل کیے ہیں اور درود بالجہر اور درود بالاخفاء پر بحث کی گئی ہے ۔ ساتھ ساتھ فضائل درود بھی بیان کئے ہیں ۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت کا مفہوم واضح کرنے کے لیے مؤلف نے صحاح ستہ ، ''شفاء'' قاضی عیاض اور ''نزھۃ المجالس'' سے احادیث اکٹھی کی ہیں جو کہ ایک قابل قدر علمی کارنامہ ہے ۔

۸- روضۃ الحبیب

یہ بھی حاجی محمد امین کی تالیف ہے ۔ یہ کتاب روضۃ النبی کے جوار میں لکھی گئی ہے اور بیشتر نعتوں پر مشتمل ہے ۔ ابتدا میں حاجی صاحب پشتونوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں :

پیارے بھائیو! ذرا اپنے گریبانوں میں دیکھو کہ کہیں آپ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہے ۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

پیارے بھائیو! جو لوگ حقیقت میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ، ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دارین کی کامیابی و کامرانی الغرض ساری عزتیں ، حیا ، ادب ، بہادری اور خوش اخلاقی شرعی طور پر زندگی گزارنے میں مضمر ہے ۔ اور اس کی زندہ مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم بر چلنے والی زندگی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ادبنی ربی فاحسن تأدیبی ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں و انک لعلی خلق عظیم ۔ مطلب یہ کہ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر نہیں چلتے بلکہ غیروں کے نقش قدم پر چلتے ہیں جن کی بے حیائی دنیا میں مشہور ہے تو ایسے لوگوں کا کیا کہنا ۔

پیارے بھائیو! ایک صحیح مسلمان کی ایک لمحہ زندگی جو شریعت کے مطابق ہو ، اس اسی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے جو فسق و فجور میں اور اغیار کی اندھی تقلید میں گزر رہی ہو ۔

۹- دنبکلی رسولﷺ معجزات او دھغہ دخا و مانو رینبتینی حالات

کتاب کے مؤلف مولانا محمد امین گل ہیں ۔ کتاب منظور عام پریس پشاور سے ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی ہے ۔ یہ کتاب ''لامیۃ المعجزات'' اور اس کی اردو شرح ''البینات'' کی شرح ہے ۔ ''لامیۃ المعجزات'' جناب مولانا حبیب الرحمان صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیو بند کی کتاب ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سو معجزات قصیدے کی شکل میں بیان کیے گئے ہیں ۔ اور ''البینات'' شیخ الادب جناب مولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی نے لکھی ہے ۔ کتاب میں ہر معجزے کی ترتیب اور تفصیل یوں ہے ۔ پہلے ''لامیۃ المعجزات'' کے عربی اشعار دیے گئے ہیں جن

کے نیچے ان اشعار کا پشتو ترجمہ اشعار میں دیا گیا ہے۔ اس کے بعد مولانا اعزاز علی کی ادبی، لغوی، اور نحوی تحقیق ان کے اپنے الفاظ میں دی گئی ہے اور بقول مؤلف یہ صرف اہل علم کی دلچسپی کے لیے ہے۔ اس کے بعد عربی متن کا ترجمہ جو مولانا اعزاز علی رح نے اردو میں کیا ہے، مؤلف نے اس کا پشتو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد حرف ''ح'' کے بعد مولانا اعزاز علی نے اس حدیث کا پورا ترجمہ کیا ہے۔ جس سے کہ واقعہ منظوم شکل میں لیا گیا ہے۔ مؤلف نے مولانا کے اردو ترجمے کا پشتو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کے بعد مؤلف نے ''اضافہ'' کی شکل میں ''لامیۃ المعجزات'' اور ''البینات'' کے تمام اہم اور ضروری نکتے بیان کیے ہیں۔

کتاب میں اشعار کے دائیں اور بائیں طرف صرف ہندسے نظر آتے ہیں دائیں طرف والا ہندسہ معجزات کی تعداد کو ظاہر کرتا ہے اور بائیں طرف والا ہندسہ اشعار کی تعداد کو۔ نمونے کے طور پر ایک معجزے کی تفصیل کچھ یوں ہے:

بنی عامر قبیلے کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر بھی شامل تھے۔ یہ تینوں اپنی قوم کے سرکردہ سرداروں میں سے تھے۔ عامر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف اس لیے حاضر ہوا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ حاضر ہونے سے پہلے اربد سے مشورہ کیا تھا کہ جس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ جائیں تو عامر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باتوں میں لگا دے اور اربد تلوار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کر دے۔

باتوں باتوں میں عامر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا: حضور! آپ ہمارے ساتھ دوستی کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوستی کے لیے صرف ایک راستہ ہے۔ آپ شرک چھوڑ دیں اور خدا کو ایک مانیں۔

جس وقت عامر نے دیکھا کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اسلام لانے کے اور کوئی شرط قبول نہیں فرماتے تو اس نے اپنی باتوں میں تیزی پیدا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ سے لڑوں گا اور آپ کے مقابلے میں آدمی لا کھڑا کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ جس وقت وہ واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ عامر پر قہر نازل فرما۔

مجلس نبوی سے باہر نکلنے کے بعد عامر نے اربد سے کہا کہ اے کم بخت! تو نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا: میں نے طے شدہ پروگرام کے تحت کئی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنے کا ارادہ کیا مگر میں کیا کروں؟ جب بھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سے وار کرنے کا ارادہ کیا، میں نے تمہیں اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل پایا۔ اب اگر میں وار کرتا تو یقیناً تم زد میں آ جاتے اور وہ بچ نکلتے۔ اب آپ ہی فیصلہ کرو، میں تمہیں کیسے قتل کر سکتا تھا؟ اس کے بعد سارے لوگ اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے مگر جونہی وہ اپنے گھر پہنچا، خدا کے حکم سے طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوا اور بنی سلول خاندان کی ایک عورت کے گھر چل بسا۔ باقی ساتھی بنی عامر کے علاقے میں پہنچ گئے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ اربد نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک خدا کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس ذات کو دیکھ پاؤں تو (نعوذ باللہ) اس کو چھلنی کر دوں۔

راوی کہتا ہے کہ ان کلمات کے کہنے کے دو تین دن ہی بعد وہ اپنا اونٹ بیچنے جارہا تھا کہ اچانک بجلی گری اور اربد اور اس کا اونٹ دونوں جل کر بھسم ہو گئے۔

مولانا اعزاز علی کے نزدیک اس ایک واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزات ہیں:

۱- اربد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچا سکا۔ اللہ تعالے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لیے عامر جیسے شخص کو وسیلہ بنایا۔

۲- عامر طاعون کی بیماری سے ہلاک ہو گیا۔

۳- اربد خدا کے قہر میں مبتلا ہو گیا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری کتابوں میں سیرت پاک پر مواد موجود ہے۔ لیکن ان تمام کا یہاں ذکر کرنا مضمون کی طوالت میں بے حد اضافے کا سبب بنے گا، جو مطلوب نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔